اردو کا نسائی ادب: روایت، مشکلات، امکانات

ڈاکٹر ریحانہ کوثر ایسوسی ایٹ پروفیسر، وومن یونیورسٹی لاہور

Abstract:

Irrespective of the region of language, both male and female play a part in its development. Since day one females have played a very significant part in the construction and development of Urdu Language. This is also true that in this context, they have faced many hurdles. Like other departments of life, they have faced marginalization in literature as well. Both despite all that females have made their presence felt in all genres of literature such as journalism, poetry, novel, short story, biography and travelogue, and played a vital role in the development of knowledge and literature through excellent pieces of works. This article throws light on the creative efforts of females in Urdu Literature and it ties to prove that females have proved their mettle by writing excellently and hence earned name through those writings.

کسی زبان کا ادب اگر ایک وسیع و عریض، نظر نواز و فرحت بخش گلستان ہے تو اس کی زبان ایسی زرخیز اور گل افزا مٹی کی مانند ہے جس میں انواع و اصنافِ ادب کے ایسے رنگ برنگے پھول کھلتے ہیں جو اپنے رنگوں اور خوش بوؤں سے اہلِ ذوق کے قلوب کو فرحت و انبساط سے ہم کنار کرتے ہیں۔

زبان کسی بھی خطے کی ہو اور اس کا ادب متعلقہ اقلیم کے افراد کی ذہانت، محنت اور جذبوں کا عکاس اور ترجمان ہوتا ہے۔ اس کی ساخت پرداخت میں، اس کی تعمیر و تشکیل میں، اس کے فروغ میں، مرد و زن دونوں، حسب توفیق شامل ہوتے ہیں۔ زبانیں، الفاظ و تراکیب اور محاورات و ضرب الامثال کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ لیکن ان کے بنانے والوں کے نام کبھی معلوم نہیں ہوئے۔ اردو زبان کے ہزاروں کلمات و محاورات، اس زبان کے بولنے والے مختلف طبقوں اور پیشوں سے وابستہ لوگوں کے ساختہ پرداختہ ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی بول چال کے مخصوص الفاظ ہیں جو ظاہر ہے کہ ان ہی کے وضع کردہ اور بنائے ہوئے ہیں۔

اردو میں خواتین کے مخصوص الفاظ و محاورات مختلف طبقات اور پیشوں سے تعلق رکھنے والے مردوں کے الفاظ و محاورات کی طرح لغت کی سبھی معتبر کتابوں میں بکھرے ہوئے بھی مل جاتے ہیں اور ان طبقات کے ان

مخصوص الفاظ واصطلاحات کی اِکاؤ کا لغات بھی موجود ہیں۔ جن کے مطالعے سے اردو زبان کی تعمیر میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے حصے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔(۱)

اردو زبان کی تعمیر و ترقی اور اس کے دامن کو وسعت دینے میں خواتین نے روزِ اوّل سے بھرپور حصہ لیا ہے۔ یہ درست ہے کہ اس سلسلے میں ان کی راہ میں بڑی رکاوٹیں بھی رہی ہیں لیکن کام کوئی بھی ہو آسان نہیں ہوا کرتا، بقول غالبؔ:

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں، انساں ہونا

اردو زبان، وجود میں آنے کے بعد ایک عرصے تک، ہر طرف بولے اور سمجھے جانے کے باوجود ایک ایسی زبان تھی جس میں ادب اور اسلوب کی کوئی زندہ روایت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس سے اس دور میں زیادہ سے زیادہ دو کام لیے جاتے تھے۔ ایک تو یہ کہ اسے تفنن طبع کے طور پر کبھی کبھار ہلکے پھلکے جذبات کے اظہار کے لیے استعمال کر لیا۔ دوسرے صوفیائے کرام اور مصلحین اسے تبلیغ کے لیے استعمال کر رہے تھے۔(۲) اس کی ادبی حیثیت اس وقت متشکل ہوئی جب شعرا نے فارسی کی جگہ اسے اپنے جذبہ واحساس کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب متوسط اور بلند طبقات کی عورتیں پردے کی ایسی کڑی پابندیوں کے حصار میں مقید تھیں کہ ان کی شکل وصورت اور سراپے کے ساتھ ان کے نام بھی سخت پردے میں چھپائے جاتے تھے۔ یہ صورتِ حال تقریباً ۱۹۲۰ء۔ ۱۹۲۵ء تک ایسی سنگین تھی کہ اس زمانے میں جو خواتین قلم وقرطاس سے اپنی محبت اور نسبت کو دبا نہیں سکتی تھیں ان کی بھی تحریریں ماسوا چند ایک کے ان کے نام سے شائع نہیں ہو سکتی تھیں۔(۳) لیکن ان موانعات و مشکلات کے باوجود ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں شائع ہونے والے کچھ رسالوں میں ان کی نگارشات، کل نگارشات کا ایک تہائی ہوا کرتی تھیں۔(۴)

اردو نے جب ''بول'' کی سطح سے بلند ہو کر زبان کا مرتبہ حاصل کیا اور اس میں لکھے جانے کا آغاز ہوا تو اس وقت جو نثر لکھی گئی وہ ادبی نہیں تھی۔ یہ وہ نثر تھی جو علمائے دین اور صوفیائے کرام نے عام لوگوں میں دین کی اشاعت کی غرض سے لکھی۔ اردو میں ادبی نثر سے پہلے شاعری کا ظہور ہوا۔ اردو ادب کے دورِ اوّل کے شاعروں کا کوئی ایسا تذکرہ تاحال سامنے نہیں آیا جس سے معلوم ہو سکے کہ آیا اس عہد میں شعر کہنے والی خواتین بھی تھیں کہ نہیں۔ البتہ ۱۸۶۴ء میں فصیح الدین رنج کا مرتب کیا ہوا ایک تذکرہ ''بہارستان ناز'' دستیاب ہے جس میں تذکرہ نویس نے اپنے عہد کی عورتوں کی منتخب شاعری کو تذکروں کی معروف ترتیب کے مطابق پیش کیا ہے۔ اس تذکرے میں جن شاعرات کا کلام دیا گیا ہے وہ تذکرہ نویس کی ہم عصر تھیں۔(۵) ان کی تعداد ۱۷۴ ہے۔

ان شاعرات میں نواب اختر محلؔ (خاندان تیموریہ) اُمراؤ جان امراؔؤ (لکھنو) جہاں آرا (اورنگ آباد)، مہربان حشمتؔ (دہلی)، حور (لکھنو)، چھوٹی بیگم دلبرؔ (حیدر آباد)، زہرہ (انبالہ)، نواب جہاں آراء بیگم عصمتیؔ، چھوٹی صاحب (لکھنو)، حیدری خانم حیدریؔ، حیات النساء حیاءؔ، عسکری بیگم حجابؔ، نواب صدر محل بیگم صدرؔ، لطیف النساء لطیفؔ، عالم آراء نازؔ، شرف النساء ضرورتؔ، وغیرہ شامل ہیں۔(۶)

خواتین کے ساتھ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح ادب میں بھی امتیازی رویہ ہی روا رکھا گیا ہے۔اس کا اعتراف بھی خود مرد ہی کرتے ہیں:

> ''قبل ازیں طبقہ اناث کی نگارشات کو کچھ زیادہ پذیرائی حاصل نہیں رہی۔ معدودے چند شاعرات ایسی فرخ بخت شمار کی جا سکتی ہیں جنھیں قبولیت عام کا شرف حاصل رہا اور ان کی تخلیقات پر خامہ فرسائی بھی امکانی حد تک ہوئی''۔(۷)

ہر ملک کی زبان اور ادب کے ارتقا میں تحریروں کی مشینی طباعت و اشاعت نے انقلابی کردار ادا کیا ہے۔ مشینی طباعت گو مغلوں کی حکومت کے عہد عروج میں متعارف ہو گئی تھی لیکن اسے فروغ اور پذیرائی انگریزوں کے دورِ حکومت میں حاصل ہوئی۔ انگریزی عہد میں جب معاشرتی سطح پر بہت سی نمایاں تبدیلیاں ظہور میں آئیں تو عورتوں کی ادبی کاوشوں کو بھی سامنے آنے کے مواقع میسر آئے۔ مشینی طباعت نے علم وادب کے فروغ میں بھرپور کردار ادا کیا۔

ہندوستان میں پہلا مطبع ۱۶۷۴ء میں بمبئی میں قائم ہوا سب سے پہلے جیمز آگسٹس ہکی (James Augustusus Hicky) نے ''ہکی گزٹ'' کے نام سے ۱۷۸۰ء میں پہلا مطبوعہ اخبار کلکتہ سے جاری کیا۔

ان کے بعد ولیم ڈوان (William Duane) نے پہلے ''بنگالی جرنل' کے نام سے اخبار جاری کیا اور پھر ''انڈین ورلڈ'' اخبار نکالا یوں برصغیر کی صحافت کی بنیاد اُن دو انگریزوں کے ہاتھوں اٹھارویں صدی میں پڑی۔اس کے بعد بڑے بڑے شہروں سے اخبارات و رسائل جاری ہونے لگے۔اردو اخبارات و رسائل میں اولیت ''جام جہاں نما'' کو حاصل ہے جو ۲۷ مارچ ۱۸۲۲ء کو کلکتہ سے جاری ہوا۔اس کے ساتھ ۱۸۲۳ء میں آگرہ سے ''شمس الاخبار''، ''صادق الاخبار'' دہلی ۱۸۴۴ء، قران السعدین ۱۸۴۵ء، ''لکھنو اخبار'' ۱۸۴۷ء، ''مطبع الاخبار'' آگرہ ۱۸۴۷ء وغیرہ جاری ہوئے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کچھ اخبارات و رسائل نے خواتین کی تخلیقات کو بھی شائع کرنا شروع کیا جن میں ''پیسہ اخبار'' لاہور ۱۸۸۷ء، ''شباب'' لاہور ۱۹۲۰ء، ''ہمایوں'' لاہور ۱۹۲۲ء ''اختر'' لاہور ۱۹۳۶ء، ''اصلاح'' بہاول پور (۱۹۳۹ء) وغیرہ شامل ہیں۔اور ساتھ ہی ساتھ خواتین کی ادارت میں بھی رسائل جاری ہونے

لگے جن میں ''تہذیب نسواں'' لاہور ۸۹۸۱ء، ''مشیر مادر'' لاہور ۵۰۹۱ء، ''شریف بی بی'' لاہور ۹۰۹۱ء، ''تبلیغ نسواں'' دہلی ۶۲۹۱ء، ''خاتون مشرق'' میرٹھ ۹۲۹۱ء ''رہبر نسواں'' دہلی ۴۳۹۱ء، ''صنف نازک'' ۵۳۹۱ء لاہور وغیرہ شامل ہیں۔(۸)

قرۃالعین حیدر نے اپنے خاندان کی متعدد ایسی عورتوں کے نام گنوائے ہیں جو انیسویں صدی عیسوی کے آخری دہے اور بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں شائع ہونے والے رسالوں میں لکھا کرتی تھیں۔[۶] یہ وہ زمانہ تھا جب خواتین شاعری کی ہر صنف میں طبع آزمائی کرنے کے علاوہ نثر کی ہر صنف میں بھی عمدہ تحریریں پیش کر رہی تھیں۔ اس زمانے کی خواتین نے افسانے اور ناول لکھنے کے علاوہ سفر نامے اور آپ بیتیاں بھی لکھیں۔ڈاکٹر معین الدین عقیل نے ''بیتی کہانی'' کے عنوان سے لکھی گئی ایک خاتون کی آپ بیتی شائع کی ہے۔(۹)

''بیتی کہانی'' کی مصنفہ شہر بانو بیگم دختر نواب اکبر علی خان رئیس پاٹوڈی ہیں۔ جسے انھوں نے بقول ڈاکٹر معین الدین عقیل ۵۸۸۱ء میں تصنیف کیا۔ڈاکٹر معین الدین عقیل کو اس آپ بیتی کا نسخہ ڈاکٹر محمد ایوب قادری کے کتب خانہ سے حاصل ہوا تو انھوں نے اس پر مقدمہ اور حواشی و تعلیقات لکھ کر نذرِ قارئین کیا۔ میرے پیش نظر اس آپ بیتی کا طبع دوم ہے اور اس کا سن اشاعت ستمبر ۶۰۰۲ء ہے جبکہ پہلی بار یہ آپ بیتی مارچ ۶۰۰۲ء میں منظر عام پر آئی۔ ۹۵۱ صفحات پر مشتمل اس آپ بیتی کے تعارف اور تحقیق وتدوین پر جامعہ کراچی نے ڈاکٹر معین الدین عقیل کو ڈی لِٹ کی سندِ فضیلت عطا کی۔ ''آپ بیتی'' میں ''معروضات'' کے عنوان سے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

> ''موضوعات مطالعہ کے ضمن میں ''نسائی ادب'' نے بھی ''نسائی تحریکات'' اور نسائی مطالعات کے زیر اثر خاصی اہمیت اور توجہ حاصل کرلی ہے۔ زیر نظر تصنیف نسوانی خودنوشت ہونے کے باوصف۔۔۔ قارئین کو متوجہ کرنے میں کامیاب ثابت ہوئی ہے''۔(۱۰)

بیسویں صدی کے نصف اول میں وہ خواتین جنھوں نے عمدہ تحریریں لکھ کر عزت وشہرت پائی ان میں نذر سجاد حیدر کا نام بہت نمایاں ہے۔ نذر سجاد حیدر نے ناول اور افسانے کے علاوہ خود نوشت سوانح عمری لکھی۔ یہ خودنوشت ''روزنامچہ''اور ''ایام گزشتہ'' کے مختلف عنوانات کے تحت ''تہذیب نسواں''اور ''عصمت'' میں شائع ہوتی رہی۔ جسے ان کی صاحبزادی قرۃالعین حیدر نے ''گزشتہ برسوں کی برف''[۱۱] کے زیر عنوان مرتب کر کے ۳۱۰۲ء میں بھارت سے شائع کیا۔ نذر سجاد حیدر کی یہ خودنوشت اپنی متین بے باکی، راست بازی اور بے ساختہ و رواں اسلوب کی بنا پر ایک معرکے کی تحریر ہے۔ اسی طرح نواب بھوپال (نسخۂ حمیدیہ والے) کی اہلیہ کی آپ بیتی حال ہی میں اوکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے شائع کی ہے۔

اردو ادب میں مختصر افسانہ کی روایت زیادہ قدیم نہیں ہے لیکن پھر بھی اس نے ترقی کی بہت سی منازل طے کر لی ہیں۔ اردو افسانے کے آغاز کے حوالے سے بحث کی جائے تو اس کا آغاز مردوں کے ہاتھوں ہوا جس کی بنیاد علامہ راشد الخیری نے ماہنامہ ''مخزن'' لاہور میں دسمبر ۱۹۰۳ء میں ''نصیر اور خدیجہ'' لکھ کر رکھی (۱۲) اور خواتین کو بھی افسانہ لکھنے کی طرف راغب کیا۔ مرد افسانہ نگاروں کے ساتھ ساتھ جن خواتین نے اردو افسانہ کو عروج بخشا۔ ان میں عباسی بیگم، آصف جہاں، خاتون اکرم، امت الوحی، آمنہ نازلی اور نذر سجاد حیدر وغیرہ کے نام لیے جا سکتے ہیں۔ (۱۳)

احمد ندیم قاسمی خواتین افسانہ نگاروں کی اہمیت کے اس قدر قائل ہیں کہ انھوں نے عورت کو افسانہ نگاری کے لیے زیادہ موزوں قرار دیا:

> ''میرے خیال میں کہانی سنانے کے لیے عورت مرد سے زیادہ موزوں ہے۔ مرد کے مقابلے میں سماج سے اس کا رابطہ زیادہ گہرا اور حسین ہے۔ اس کا سماجی شعور مردوں سے زیادہ پختہ ہے اس لیے جب وہ اپنے دائمی رنگ کے افسانے سنائے گی تو ان میں ایسی بے ساختگی، واقعیت اور زندگی کی تعمیری تنقید کو سمودے گی۔۔۔ عورت اگر وہ اچھی فنکار ہے۔ ایسے افسانے لکھنے پر قادر ہے جو مرد مشکل ہی سے لکھ سکیں گے''۔ (۱۴)

اُردو ادب میں ناول نگاری کی طرف آئیں تو رشیدۃ النساء پہلی باقاعدہ ناول نگار ٹھہرتی ہیں۔ انھوں نے ''اصلاح النساء'' کے نام سے سماجی اور مقصدی ناول لکھا اور ۱۸۸۴ء میں والدہ محمد سلیمان بنت وحید الدین خان و ہمشیرہ امداد امام اثر کے نام سے شائع کرایا۔ (۱۵)

اسی طرح نذر سجاد حیدر کی پھوپھی اکبری بیگم نے بھی اپنے وقت کے مقبول ناول لکھے جن میں ''گلدستہ محبت''، ''شعلہ پنہاں''، ''عفتِ نسواں''، ''گودڑ کا لال'' شامل ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عورت کے سراپا اور شکل و صورت کا تو کیا مذکور، اس کے نام تک کو پردہ میں رکھا جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ اکبری بیگم نے اپنا پہلا ناول عباس مرتضیٰ کے فرضی نام سے لکھا۔ خواتین ناول نگاروں میں ایک اہم نام محمدی بیگم کا ہے جنھوں نے ''صفیہ بیگم''، ''شریف بیٹی'' اور ''آج کل'' ناول لکھے۔ ان کے علاوہ عباسی بیگم (افسانہ نادر جہاں، زہرہ بیگم)، طیبہ بیگم (حشمت النساء، انوری بیگم)، صغرا ہمایوں مرزا (تحریر النساء، موہنی، مشیر نسواں، زہرہ، سرگذشت ہاجرہ)، محمودہ بیگم (روشنک بیگم)، نذر سجاد حیدر (اختر النساء، آہ مظلوماں، جاں باز، ثریا، حرماں نصیب) خواتین ناول نگاروں میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ (۱۶)

سفر نامہ نگاری میں انیسویں صدی میں تو کوئی خاتون نظر نہیں آتی ہیں لیکن بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں ہی خواتین سفر نامہ نگار منظر عام پر آ جاتی ہیں۔ ڈاکٹر صدف فاطمہ نے ''سیر یورپ'' از نازلی رفیعہ سلطان نواب

بیگم صاحبہ کو کسی خاتون کا پہلا سفر نامہ قرار دیا ہے۔(۱۷) جبکہ خواتین سفر نامہ نگاروں میں اولیت سلطان جہاں بیگم کو حاصل ہے۔ سلطان جہاں بیگم ۱۸۲ اکتوبر ۳۰۹۱ء کو حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئیں اور ۴اپریل ۴۰۹۱ء کو بھوپال واپس آئیں تو انھوں نے اپنے اس سفر مقدسہ کو قلمبند کر کے ''روضتہ الریاحین'' کے نام سے شائع کرایا۔(۱۸) جبکہ نازلی رفیعہ صاحبہ نے ۵۲اپریل ۸۰۹۱ء سے اپنے سفر نامہ کا آغاز کیا ہے اور اختتام ۷اکتوبر ۸۰۹۱ء پر کیا ہے۔اس کے بعد سفر نامہ نگاری کے حوالے سے مزید خواتین سامنے آئیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

> ''دنیا عورت کی نظر میں'' از سر بلند جنگ بہادر بیگم (۹۰۹۱ء)، ''سفر نامہ عراق'' از عزلت بیگم صاحبہ (۵۱۹۱ء)، ''سفر نامہ پونا و مدراس'' از بیگم ہمایوں مرزا صاحبہ (۸۱۹۱ء)، ''سفر نامہ یورپ'' از صغرا بیگم حیا (۶۲۹۱ء)، ''سفر نامہ بلادِ مقدس'' از راحیل شروانیہ (۹۲۹۱ء)، ''مشاہدات بلاد اسلامیہ'' از محمودہ عثمان حیدر (۳۳۹۱ء)، ''اندرون ہند'' از خالدہ ادیب خانم (۸۳۹۱ء)، ''اندرون حیدر آباد'' از خالدہ ادیب خانم (۹۳۹۱ء)۔(۱۹)

میں نے اپنے زیر نظر مقالے میں اردو کے ابتدائی دور کے تانیثی ادب کا مختصر سا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ مختصر اس لیے کہ یہ موضوع ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہے۔ ضخیم اس لیے کہ اس میں صرف عورتوں کی ہر طرح کی تخلیقی کاوشوں پر نظر ڈالنا ہی مقصود نہیں ہے بلکہ اس سلسلے میں ان کے سامنے جو معاشرتی رکاوٹیں تھیں، ان کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ کیوں کہ آج دنیا کے ایک گلوبل ولج بن جانے کی وجہ سے عورتوں کو جیسی آزادی حاصل ہے اُس کا ہزارواں حصہ بھی انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع میں عورتوں کو میسر نہیں تھا۔اس زمانے میں اچھے بھلے پڑھے لکھے گھرانوں میں بھی عورتوں کی تعلیم کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اگر تھوڑا بہت پڑھنا سیکھ لینے کی اجازت تھی تو لکھنا تو گویا گناہِ کبیرہ کے مترادف تھا۔(۲۰)

ماخذ و حواشی:

۱۔ سید محمد مبین نقوی (مرتبہ)، تاریخ ریختی مع دیوان جان صاحب، الہ آباد: مطبع انوار، س ن

۲۔ سید محمد سبطِ نقوی، انتخاب ریختی، اترپردیش: اردو اکادمی لکھنؤ، ۳۸۹۱ء

۳۔ وحیدہ نسیم، عورت اور اردو زبان، کراچی: غضنفر اکیڈمی، ۹۷۹۱ء

ان تینوں کتابوں میں معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق عورتوں کے مخصوص الفاظ مع امثلہ دیے گئے ہیں۔ وحیدہ نسیم نے اپنی کتاب میں ص۲۹۱ سے ص۵۲۳ تک عورتوں کی زبان کے الفاظ کو لغت کی صورت میں مرتب کر کے پیش کیا ہے۔ان کتابوں کے مطالعہ سے خواتین کی زبان کے سلسلے کی خدمات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اس سلسلے کی ایک نمایاں مثال ''ز۔خ۔ش'' ہیں جنھوں نے بہ عمر ۲۷ سال فروری ۲۲۹۱ء میں وفات پائی۔ ان کا نام زبیدہ خاتون شروانی تھا۔اعلیٰ پایہ کی شاعرہ تھیں۔ان کی وفات پر سجاد حیدر یلدرم نے ایک مختصر تحریر میں اپنے مخصوص اسلوب میں اظہارِ غم کیا ہے۔

(مشمولہ حکایات واحتساسات، علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی بک ڈپو، ۶۲۹۱ء)

سجاد حیدر یلدرم کی زوجہ نذر سجاد حیدر، جنھوں نے لڑکپن ہی میں لکھنا شروع کر دیا تھا(۳۰۹۱ء، ۴۰۹۱ء میں) اپنی تمام تر حریت پسندی اور آزاد خیال والد کی سرپرستی کے باوجود اپنے نام سے اپنی تحریریں نہیں چھپوا سکتی تھیں، یہ تو ۲۱۹۱ء میں یلدرم سے نکاح کے بعد ان کی تحریریں ان کے نام سے شائع ہونا شروع ہوئیں۔

(نذر سجاد حیدر کا مضمون ''سجاد حیدر مرحوم''۔ مشمولہ قومی زبان کراچی، ۸۶۹۱ء، بہ حوالہ رسالہ پگ ڈنڈی، امرتسر، خیالستان مرتبہ ڈاکٹر سید معین الرحمن، لاہور: تاج بک ڈپو، ۷۶۹۱ء)

۴۔ ڈاکٹر ہارون قادر، شباب اردو۔ تجزیاتی مطالعہ، لاہور: الوقار، ۹۰۰۲ء

۵۔ بہارستانِ ناز۔ تذکرۂ شاعرات، تذکرہ نگار حکیم فصیح الدین رنج، مرتب خلیل الرحمن داؤدی، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اوّل مارچ ۵۶۹۱ء

۶۔ حکیم فصیح الدین رنج، بہارستان ناز۔ تذکرہ شاعرات، (مرتبہ) خلیل الرحمن داؤدی، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اول، مارچ ۶۵۹۱ء ص ۱۱تا

۷۔ ابوالبیان ظہور احمد فاتح، قراتِ عصرِ نو، مشمولہ شاعراتِ ارضِ پاک از شبیر ناقد، کراچی: رنگ ادب پبلی کیشنز، ۶۱۰۲ء، ص:۷

۸۔ طاہر مسعود، اردو صحافت کی ایک نادر تاریخ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۲۹۹۱ء، ص:۴۹۴

۹۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل، ''بیتی کہانی'' اردو کی اوّلین نسوانی خودنوشت، لاہور: القمر، غزنی سٹریٹ اردو بازار، ۶۰۰۲ء

۱۰۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل، ''بیتی کہانی'' اردو کی اولین نسوانی خود نوشت، لاہور: القمر غزنی سٹریٹ اردو بازار، ۶۰۰۲ء، ص:۷

۱۱۔ قرۃ العین حیدر (مرتبہ) گزشتہ برسوں کی برف، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۷ء

۱۲۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، اردو کا پہلا افسانہ نگار راشد الخیری، کراچی: راشد الخیری اکیڈمی، طبع اول ۱۹۹۲ء، ص: ۱۴

۱۳۔ پروفیسر صغرا مہدی، اردو ادب میں دہلی کی خواتین کا حصہ، دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۰۶ء، ص ۱۶۱۔ ۱۶۲

۱۴۔ احمد ندیم قاسمی، ابتدائیہ، مشمولہ ''نقوش لطیف'' لاہور: اساطیر، ۱۹۸۹ء، ص: ۱۲

۱۵۔ سید جاوید اختر، ڈاکٹر، اردو کی ناول نگار خواتین، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء، ص: ۲۰

۱۶۔ قرۃ العین حیدر، کار جہاں دراز ہے، لاہور: مکتبہ اردو ادب، س ن، ص: ۱۶۲

۱۷۔ صدف فاطمہ، ڈاکٹر، خواتین کے اردو سفر ناموں کا تحقیقی مطالعہ، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۱۱ء، ص: ۸۲

۱۸۔ نواب سلطان جہاں بیگم، روضۃ الریاحین، بھوپال، مطبع سلطانی ریاست، س ن، ص: ۴۰

۱۹۔ صدف فاطمہ، ڈاکٹر، کتاب مذکور، ص: ۸۲ تا ۶۴

۲۰۔ محمدی بیگم (والدہ امتیاز علی تاج) کی مرتب کردہ اشرف لنساء بیگم کی سوانح عمری، ''حیات اشرف''، لاہور: امام باڑہ سیدہ مبارک بیگم، بازار حکیماں، س ن